آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
تو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۴

مطابق سنہ ۱۳۳۸ھ

Digitized by Khilafat Library

چندہ سالانہ [illegible]

عام طلباء سے [illegible]

فہرست مضامین

ہمارا آقا صلے اللہ علیہ وسلم ۱۱۷ - ۱۳۶

مسیح موعودؑ محمدی اور مسیح موعودؑ ناصری کی مشابہتیں ۱۳۶ - ۱۵۲

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل شاہی حکیم مولنا مولوی نورالدین صاحبؓ کی مجرّب ادویات

سرمہ لاثانی ۔ کمزوری آنکھ ۔ دھند ۔ جالا ۔ سرخی چشم ۔ ضعف بصارت ۔ آنسوؤں کا جاری رہنا ۔
ان امراض کا لاثانی سرمہ ۔ قیمت ۱ ماشہ عہ

سرمہ برقی ۔ کمزوری آنکھ ۔ خارش ۔ آنکھوں سے پانی کا آنا ۔ دھند ۔ قیمت ۱ ماشہ عہ

موم میائی ۔ بدن کی طاقت کے لیے اکسیر ۔ تمام قوتوں کا مجموعہ ۔ کیسی ہی کمزوری ہو ۔ اس کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے ۔ قیمت فی تولہ عہ

معجون مسکی ۔ بدن کی زردی ۔ کمی خون ۔ دل کا دھڑکنا ۔ معدہ کی کمزوری ۔ سانس کا پھولنا
ان بیماریوں کے لئے اکسیر ہے ۔ قیمت ۴ تولہ عہ

حبّ جاناں ۔ تمام بدن کی کھوئی طاقت کا واپس لانا ان کا فرض عین ہے ۔ کمی خون کو چند یوم میں پورا کر دینا انکا منصب ہے ۔ تمام پٹھوں کی کمزوری کے لیے ان کے اندر برقی تماشا ہے ۔ دماغی قوتیں بے مثل ہیں ۔ نسیان کو دور کرنا ان کے ہاتھ کا کھیل ہے ۔ منگواؤ اور دیکھو تماشا ۔ ۲۰ گولیاں عہ

اٹھرا

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور فائدہ خلق اللہ کے لئے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ ہر انسان حکیم الامّت مولنا مولوی نورالدین صاحبؓ شاہی حکیم کا وہ مجرّب بالمجرّب نسخہ پورے طور پر طیار کیا ہے جس سے کئی گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں جو پیارے بچوں سے خالی تھے ۔ وہ گھر ہیں جو اسقاط حمل کی وجہ یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے یا جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر راہ دار البقا لے لیتے تھے یا ان کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے پیچھے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی گھر آباد ہوگئے اور ہو رہے ہیں ۔ آپ بھی خدا پر بھروسہ رکھیں ۔ اور اکسیر جنین کا استعمال کرائیں اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کریں ۔ ان کے فوائد کے لحاظ سے قیمت بہت کم ہے کہ ہر ایک فائدہ اٹھائے ۔ قیمت فی تولہ عہ

ملنے کا پتہ ۔ ناظم تجارہ عبدالرحمن قادیانی ۔ قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارا آقا صلی اللہ علیہ وسلم

باب پنجم

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہود مدینہ و غزوہ بنی قینقاع شوال ۲ سنہ ہجری

یہ بتایا جا چکا ہے کہ جسوقت آنحضرت صلعم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت مدینہ میں یہود تین قبائل میں آباد تھے یعنی بنی قینقاع۔ بنی نضیر اور بنی قریظہ۔ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں آتے ہی ان قبائل یہود کے ساتھ امن امان کے معاہدے کیئے اور آپس میں صلح اور آشتی کے ساتھ رہنے کی بُنیاد ڈالی۔ معاہدہ کی رو سے طرفین اس بات کے ذمہ وار تھے کہ مدینہ کے اندر امن امان قائم رکھیں بلکہ اگر کوئی بیرونی دشمن بھی مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب ملکر اس کا مقابلہ کریں بشرطیکہ وہ جنگ مذہبی نہ ہو۔ یہود شروع شروع میں تو اس معاہدہ کے پابند رہے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا کسی قسم کا جھگڑا مناقشہ پیش نہیں آیا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان مدینہ میں زیادہ اقتدار حاصل کرتے جاتے ہیں

اور ان کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جاتی ہے تو یہود کے بھی تیور بدلنے شروع ہوئے اور چونکہ یہود ایک نہایت بداخلاق اور رذیل عادات کی قوم تھی اور انہیں دھوکا فریب قتل سازش کسی چیز سے بھی پرہیز نہ تھا لہذا انہوں نے ہر قسم کی خفیہ اور رذیل چالوں سے مسلمانوں کو کمزور کرنے کی تجاویز شروع کردیں اور کوشش کی کہ انصار کے دو قبیلوں یعنی اوس و خزرج کے درمیان جن کو اسلام نے ایک جگہ جمع کردیا تھا پھر لڑائی کروادیں چنانچہ لکھا ہے کہ ایک موقعہ پر اوس و خزرج کے بہت سے آدمی اکٹھے بیٹھے ہوئے باہم محبت اور اتفاق سے باتیں کر رہے تھے کہ چند فتنہ پرداز یہود نے اس مجلس میں پہنچکر جنگ بعاث کا تذکرہ شروع کردیا یہ وہ خطرناک جنگ تھی جو ان دو قبائل میں ہوئی تھی۔ اور جس میں ہر دو قبائل کے بہت سے لوگ مارے گئے تھے۔ اس کے ذکر کے ساتھ ہی بعض جوشیلے انصار کے دلوں میں پرانی یاد تازہ ہوگئی اور گذشتہ عداوت کے منظر آنکھوں کے سامنے پھر گئے نتیجہ یہ ہوا کہ لعن وطعن سے گذر کر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسی مجلس میں مسلمانوں کے اندر تلواریں کھنچ گئیں مگر خیر گذری کہ آنحضرت صلعم کو بروقت اسکی اطلاع ہوگئی اور آپ فوراً موقعہ پر تشریف لے آئے اور سمجھا بجھا کر دونو فریق کو ٹھنڈا کیا۔

جب جنگ بدر ہوچکا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ مسلمانوں کو باوجود ان کی بے سروسامانی کے قریش کے ایک جرار لشکر پر نمایاں فتح دی اور قریش کے بڑے بڑے عمائد خاک میں مل گئے تو یہود مدینہ کی آتش غضب اور بھی بھڑک اٹھی اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا نوک جھونک شروع کردی اور مجلسوں میں کہنا شروع کیا کہ قریش کے لشکر کو شکست دیکر محمد (صلعم) اترا گیا ہوگا اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے

لگ گیا ہوگا مزا تب ہو کہ ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ ہو۔ پھر ہم بتادینگے کہ
کس طرح لڑتے ہیں چنانچہ ابوداؤد میں روایت آتی ہے کہ جنگ بدر کے
بعد جب آپ مدینہ میں واپس آئے تو آپ نے مدینہ کے یہود کو جمع کیا اور ان کو
اسلام کی دعوت دی اور بدر کے موقعہ پر جو اللہ تعالیٰ کی معجزانہ نُصرت اور
تائید مسلمانوں کی ہوئی تھی اس کا ذکر کیا مگر بدبخت یہود نے جواب دیا "اے
محمدؐ تم یہ خیال کرکے مغرور نہ ہو کہ تم نے چند جاہل اور لڑائی کے فن سے ناواقف
قریش کو قتل کرلیا ہے واللہ اگر ہمارے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو تو تم جان لو کہ
لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں" یہ ایک صرف منہ کی بات اور ایک خالی
دھمکی نہ تھی جو یہود کی طرف سے آپ کو دی گئی بلکہ فی الواقعہ جلد ہی حالت
یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر آنحضرت صلعم رات کو باہر نکلتے تھے تو خطرہ ہوتا تھا کہ
یہود کی طرف سے کوئی حملہ نہ ہو جاوے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ انہی ایّام میں
طلحہ بن براء جو ایک صحابی تھے فوت ہونے لگے تو انہوں نے وصیّت کی کہ
اگر مَیں رات کے وقت مروں تو آنحضرتؐ کو اطلاع نہ دینا ایسا نہ ہو کہ میری
وجہ سے آپ پر یہود کی طرف سے کوئی حادثہ گذر جاوے +

غرض بدر کے واقعہ کے بعد یہود نے خوب دیکھ اور سمجھ لیا کہ اب اسلام
جڑ پکڑتا جاتا اور ایک طاقت بنا چاہتا ہے اور وقت ہے کہ اس کی ترقی کو
روکا جاوے ورنہ جلد ہی یہ اتنی ترقی کر جائیگا کہ کسی کے بس کا نہ رہیگا اسلئے
انہوں نے کُھلم کُھلا عہد شکنیاں شروع کردیں اور چونکہ مدینہ کے یہود میں سے
بنی قینقاع سب سے بہادر اور جری تھے اس لئے سب سے پہلے انہی کی طرف سے
عہد شکنی شروع ہوئی چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ انّ بنی قینقاع کانوا
اوّل یہود نقضوا ما بینھم و بین رسول اللہ یعنی مدینہ کے یہود میں سے
سب سے پہلے بنو قینقاع نے اس معاہدہ کو توڑا جو انکے اور رسول اللہ صلعم

کے درمیان تھا" ابن سعد لکھتا ہے فلما کانت وقعۃ بدر اظہروا البغی والحسد ونبذوا العہد یعنی جب بدر کا واقعہ ہوا تو یہود نے سرکشی کی اور حسد ظاہر کرنا شروع کیا اور عہد کو توڑ دیا"

مگر باوجود ایسی حالت کے اور باوجود اس خطرہ کے جو بد عہد یہود کی طرف سے ہر وقت آنحضرت صلعم اور مسلمانوں کو تھا مسلمانوں کی طرف سے کوئی پیش دستی نہیں ہوئی۔ آخر یہود کی طرف سے ہی جنگ کا باعث پیدا ہوا اور ان کی قلبی عداوت پردہ نفاق کو پھاڑ کر باہر نکل آئی۔ ایک شریف مسلمان خاتون بازار میں سودا خریدنے کے واسطے گئی۔ اس وقت تک مسلمانوں میں پردہ کا رواج نہ تھا۔ ایک یہودی نے اس کی عین بازار میں بے حرمتی کی اور اس کو ننگا کر دیا۔ اور پھر آس پاس کے سب یہودی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگ گئے۔ مسلمان خاتون نے شرم کے مارے زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مدد چاہی۔ خوش قسمتی سے ایک باغیرت مسلمان اسوقت بازار میں موجود تھا اس نے موقعہ پر پہنچکر غیرت کے جوش میں تلوار کھینچکر اصل بانیٔ شرارت کا سر اڑا دیا جس پر اس غریب کے اوپر چاروں طرف سے تلواریں برس پڑیں اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا مسلمانوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر آنحضرت صلعم نے سب کو ٹھنڈا کیا اور یہود کو جمع کر کے کہا خدا سے ڈرو اور ان شرارتوں سے باز آجاؤ ورنہ دیکھو جس خدا نے بدر کے موقعہ پر قریش کو شرارت کا مزا چکھایا وہ تمہیں بھی دیکھتا ہے۔ یہود نے کہا محمد تمہیں بدر نے مغرور کر رکھا ہے۔ قریش فنون جنگ سے ناآشنا تھے اس لئے ان پر تم نے غلبہ پا لیا ہم سے سامنا ہو گا تو تم جان لو گے۔ غرض جنگ کی تیاری ہوئی۔ اور باتوں سے گذر کر عملی کارروائی کا وقت آیا۔ اس وقت یہود نے بھی تاڑ لیا کہ کھلے میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ ان کے لئے مشکل ہے فوراً قلعہ بند ہو گئے۔ پندرہ روز

تک محاصرہ رہا آخر محصورین تنگ آگئے اور انہوں نے اس شرط پر قلعوں کے دروازے کھولدیئے کہ جو فیصلہ رسولِ خدا ہمارے متعلق فرمادیں وہ ہم کو منظور ہے۔ چنانچہ تمام لڑنے والے لوگ قید کرکے باہر لائے گئے۔ چونکہ ایسی غدار قوم کو اب مدینہ میں رکھنا مارِ آستین کے پالنے سے کم نہ تھا خصوصاً جبکہ ایک اور گروہ منافقین کا مدینہ میں موجود تھا اور بیرونی جانب سے بھی تمام عرب کی مخالفت تھی اس لئے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ بنی قینقاع مدینہ چھوڑ کر کہیں چلے جاویں اور اپنے بیوی بچے بھی اپنے ساتھ لے جاویں مگر اپنے اموال ساتھ لیجانے کی اجازت نہیں چنانچہ تمام بنی قینقاع مدینہ سے نکل گئے اور بالآخر شام میں مقام اذرعات میں جاکر آباد ہوگئے۔ یہ سزا ان کے جرم کے مقابل میں نہایت نرم سزا تھی اور در اصل اس میں زیادہ تر خود حفاظتی کا اصول ہی مدِ نظر تھا۔ ورنہ عرب جیسے خانہ بدوش اقوام میں نقل مکان کوئی بڑی بات نہیں خصوصاً جبکہ ساری کی ساری قوم کو اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ نہایت امن امان کے ساتھ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جاکر آباد ہوجانے کا موقعہ مل جاوے ۔

روایت آتی ہے کہ ابھی آنحضرت صلعم نے بنی قینقاع کے متعلق کوئی فیصلہ نہ فرمایا تھا کہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے یہ خیال کرکے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے متعلق کوئی سخت حکم مثلاً قتل وغیرہ کا جاری فرمادیں آپ سے سفارش کی کہ ان کو چھوڑ دیں مگر آپ نے اس کی بات کی طرف کوئی التفات نہ کی جس پر اس کمبخت نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ دورانِ خون کے رُک جانے سے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے کہا "ان کو چھوڑ دو یہ میرے حلیف ہیں اور انہوں نے بڑی بڑی سخت گھڑیوں میں میرا ساتھ دیا ہے"۔ آپ نے فرمایا "تم مجھے تو چھوڑ دو"، اس نے کہا "نہیں میں

نہیں چھوڑونگا جب تک آپ ان کو نہ چھوڑ دیں" آپؐ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا "چھوڑ دو ان کو۔ اللہ ان پر لعنت کرے اور ان کے ساتھ اس پر بھی" چنانچہ سب قیدی چھوڑ دیئے گئے۔ اور آنحضرت صلعم نے ان کے متعلق مندرجہ بالا فیصلہ فرمایا۔ اگر یہ واقعہ درست ہو تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا ان کے متعلق پہلے یہ خیال ہوگا کہ ان میں سے جو لوگ اس فساد کے اصل بانی مبانی ہیں ان کو زیادہ سخت سزا دی جاوے تاکہ ظالم اپنی کیفر کردار کو پہنچے اور دوسروں کے واسطے عبرت ہو مگر عبداللہ کے اصرار پر آپؐ نے ان سے درگذر فرمایا واللہ اعلم ؛

جو اموال بنی قینقلاع نے اپنے پیچھے چھوڑے وہ زیادہ تر سامان جنگ کے متعلّق تھے مثلاً تلواریں نیزے اور تیر کمان وغیرہ۔ یہ واقعہ شوال ۲؁ ہجری کا ہے یعنی بدر کے صرف ایک ماہ بعد کا۔ بنی قینقاع کے جلا وطن ہوجانے کے بعد مدینہ میں یہود کے دو قبیلے رہ گئے بنو نضیر اور بنو قریظہ مگر افسوس کہ انہوں نے اس واقعہ سے عبرت حاصل نہ کی ؛

غزوۃ السویق ذی الحجہ ۲؁ ہجری

بدر کے نتیجہ میں جو ماتم مکّہ میں برپا ہوا اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ قریباً سب رؤساء مکّہ قتل ہو چکے تھے۔ اب مکّہ کی ریاست ابوسفیان بن حرب کے حصّہ میں آئی چنانچہ یہ بتایا جا چکا ہے کہ بدر کا حال سُنکر اس نے قسم کھائی تھی کہ کبھی اپنی بیوی کے پاس نہ جائیگا جب تک مقتولان بدر کا انتقام نہ لے چنانچہ جنگ بدر سے کوئی دو اڑھائی ماہ بعد یعنی ۲؁ھ ماہ ذی الحجہ میں وہ دو سو مسلح قریش کی جمعیت کے ساتھ مکّہ سے نکلا۔ اور نجدی راستہ سے ہوتا ہوا مدینہ کے پاس پُہنچا۔ اور چونکہ اس کو خیال تھا کہ یہود مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرینگے اس لئے رات کے وقت چُھپتا ہوا بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کے پاس پُہنچا اور اس سے مسلمانوں کے خلاف مدد چاہی۔ لیکن چونکہ ابھی

جیبی کے دل میں بنو قینقاع کی شرارت اور غداری کے انجام کی یاد تازہ تھی اس لئے اس نے مدد دینے سے انکار کیا۔ یہاں سے مایوس ہوکر ابوسفیان بنونضیر کے ایک دوسرے رئیس سلام بن مشکم کے پاس پہنچا۔ اس کمبخت نے تمام معاہدات کو بالائے طاق رکھکر ابوسفیان اور اس کے آدمیوں کی بڑی آؤ بھگت کی اور رات بھر ان کو اپنے پاس مہمان رکھا اور مدینہ کے حالات سے ان کے پاس مخبری کی۔ صبح ہوتے ہی ابوسفیان وہاں سے نکلا اور عریض پر حملہ آور ہوا جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں ایک مسلمان انصاری کو قتل کیا اور چند مکانات اور درخت وغیرہ جلا دیئے۔ اس سے گویا اس کی قسم پوری ہوگئی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ بے تحاشا مکّہ کی طرف بھاگا۔ ادھر آنحضرت صلعم کو علم ہوا تو آپ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ مگر وہ بچکر نکل گیا آنحضرت صلعم اس غزوہ میں مدینہ سے پانچ دن غیر حاضر رہے۔ اس غزوہ کو غزوہ سویق کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ گھبراہٹ میں اور کچھ اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے قریش اپنا سامان رسد جو صرف سویق یعنی ستّو کے بوروں پر مشتمل تھا راستہ میں پھینکتے گئے تھے۔ یہ سامان مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

وفات حضرت عثمان بن مظعون ذی الحجہ ۲ھ

غزوۃ السویق کے قریب قریب کا واقعہ ہے کہ مدینہ میں حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی۔ عثمان سابقین میں سے تھے اور نہایت نیک اور صوفی مزاج آدمی تھے۔ چنانچہ ان کے متعلق لکھا ہے کہ اسلام لانے سے پہلے ہی یہ شراب کے تارک ہوچکے تھے اسلام لانے کے بعد انہوں نے آنحضرت صلعم سے تارک دنیا ہونے کی اجازت چاہی مگر آپ نے اجازت

نہیں دی اور فرمایا رہبانیّت اسلام میں جائز نہیں۔ ان کی وفات کا آنحضرت صلعم کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ کے دل میں ان کی جو محبّت تھی اس کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ فوت ہوئے تو آپ ان کی نعش کے پاس گئے اور ان کے مُنہ پر سے کپڑا اُٹھا کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضرت عثمانؓ پہلے صحابی تھے جو جنّت البقیع میں دفن ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے ان کی قبر کے سرھانے بطور نشان کے ایک پتھّر کا کتبہ سا لگوا دیا۔ جنّت البقیع اس خاص مقبرہ کا نام ہے جو آنحضرت صلعم نے مدینہ میں مسلمانوں کے واسطے بنایا۔ بعد میں صحابہؓ یہیں دفن ہوتے تھے۔

غزوہ قرقرۃ الکدر
محرم ۳ سنہ ہجری
مطابق ہئی ۶۲۴ سنہ ع

مکّہ سے شمال مغرب یعنی شام و بابل کی طرف جانے والا معروف راستہ وہ تھا جو بحیرہ قلزم کے ساحل کے پاس سے ہوتا ہوا اور مدینہ کے قرب سے گذرتا ہوا شام کو جاتا تھا اب تک قریش مکّہ کی تمام آمد و رفت اس راستہ سے تھی لیکن اب انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ راستہ ان کے لئے خطرناک ہو گیا ہے کیونکہ اوّل تو یہ مدینہ سے بہت قریب ہو کر گذرتا تھا دوسرے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے اس راستہ کے آس پاس کے قبائل سے آنحضرت صلعم نے معاہدے کر لئے تھے لہٰذا قریش نے ادھر سے مایوس ہو کر دوسرے راستہ کو اختیار کیا جو نجد یعنی وسط عرب سے ہوتا ہوا شمال کو جاتا تھا۔ نجد میں اس راستہ پر عرب کے دو نامور اور مشہور قبیلے آباد تھے یعنی بنو سُلیم اور غطفان۔ قریش نے فوراً ان ہر دو قبائل کو گانٹھ لیا اور مسلمانوں کے خلاف ان کو اکسانا شروع کیا چنانچہ سر ولیم میور لکھتا ہے:۔

"چونکہ جہینہ اور دوسرے قبائل جو ساحلی راستہ پر آباد تھے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کر چکے تھے اس لئے مکّہ کی شامی تجارت اس راستہ سے

بالکل مسدود ہو گئی۔ اب بابل کو جانے والا صرف مشرقی راستہ کھلا تھا۔ یہ راستہ دو نہایت زبردست، بدوی قبائل یعنی سلیم اور غطفان کے مسکن سے ہو کر گذرتا تھا جو کہ قریش کے حلیف تھے اور تجارت میں ان کے شریک و مددگار تھے۔ یہ ہر دو قبائل وسط عرب میں نجد کے وسیع میدان کے ایک حصّہ میں آباد تھے ....

قریش نے اب اپنی توجہ اس علاقہ کی طرف پھیری اور اس علاقہ کے قبائل کے ساتھ آگے سے بھی زیادہ گہرے تعلقات قائم کر لئے۔ چنانچہ اس وقت سے قبائل سلیم اور غطفان مسلمانوں کے سخت دشمن ہو گئے خصوصاً مقدم الذکر۔ قریش کے اُکسانے اور ابو سفیان کی قائم کردہ مثال کی اتباع میں اب انہوں نے مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تجویز کی اور دراصل یہ غارتگری اور لوٹ کھسوٹ انکی عادات کے لحاظ سے ایک معمولی کام تھا۔"

آنحضرت صلعم کو جب قبائل سلیم اور غطفان کے اس ارادے کی اطلاع پُہنچی اور خبر ملی کہ وہ مدینہ پر چھاپہ مارنے کی غرض سے قرقرۃ الکدر میں جمع ہو رہے ہیں تو آپ فوراً دو سو مسلمانوں کی جماعت کو ہمراہ لیکر مدینہ سے قرقرۃ الکدر کا راستہ لیا۔ یہ جگہ مدینہ سے قریباً سات آٹھ منزل کے فاصلہ پر مشرق کی جانب واقع ہے۔ سلیم اور غطفان کو جب مسلمانوں کی آمد آمد کی خبر ملی تو وہ منتشر ہو گئے اور جگہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر نکل گئے۔ آنحضرت صلعم نے ان کی طلب میں آدمی بھیجے لیکن ان کا تو پتہ نہیں چلا۔ مگر ان کے پانچسو اونٹ ایک چراگاہ میں چرتے ہوئے مل گئے۔ ان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور شرعی تقسیم کے مطابق وہ تقسیم کر دیئے گئے۔ ان کا چرواہا ایک لڑکا یسار نامی تھا اسے آنحضرت صلعم نے اپنے پاس رکھا لیکن جب آپ نے اسے ایک دفعہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آزاد کر دیا ⁂

ابھی آنحضرت صلعم کو مدینہ میں واپس آئے زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ

آنحضرت صلعم کو پھر خبر ملی کہ بنو غطفان کے بعض قبائل یعنی بنو ثعلبہ وغیرہ پھر نجد میں ایک مقام ذی اَمر پر جمع ہو رہے ہیں اور مسلمانوں پر چھاپہ مارنے کی تیاری میں ہیں۔ ناچار آنحضرت صلعم کو پھر مدینہ سے نکلنا پڑا۔ قریباً ساڑھے چار سو مسلمانوں کی جمعیت آپکے ساتھ تھی۔ تیزی کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے مسلمان اس مقام تک پہنچے مگر دشمن خبر پاتے ہی منتشر ہو گیا اور پہاڑوں میں جا چھپا اور مسلمان واپس آ گئے۔ اس سفر میں آنحضرت صلعم گیارہ دن مدینہ سے غیر حاضر رہے۔ اور آپنے اپنی غیر حاضری کے ایام کے واسطے مدینہ پر حضرت عثمان بن عفان کو امیر مقرر کیا۔ اس غزوہ کو غزوہ ذی اَمر یا غزوہ انمار کہتے ہیں ؛

ابھی مدینہ آئے زیادہ عرصہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ ۳ سنہ ھ جمادی الاولیٰ میں۔ پھر آنحضرت صلعم کو یہ وحشت ناک خبر پہنچی کہ بنو سلیم پھر کسی بد ارادہ پر ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں۔ لہذا آپؐ تین سو صحابہؓ کو ساتھ لیکر مدینہ سے نکلے۔ لیکن بنو سلیم خبر پاتے ہی منتشر ہو گئے اور آنحضرت صلعم چند ایام کی غیر حاضری کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ یہ سفر غزوہ بحران کے نام سے معروف ہے ؛

بنو سلیم اور بنو غطفان کا اس طرح بار بار مدینہ پر شبخون مارنے کے ارادہ سے جمع ہونا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ صحرائے عرب کے یہ خونخوار درندے اسلام کے سخت جانی دشمن تھے اور دن رات اس فکر میں تھے کہ کوئی موقع لگے تو مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دیں۔ ذرا مسلمانوں کی نازک حالت کا اندازہ لگاؤ۔ ان کو صرف اپنے پرانے اور خونی دشمن یعنی قریش کے حملوں سے ہی اپنا بچاؤ نہیں کرنا پڑتا تھا بلکہ اب عرب کے اور بہت سے ایسے قبائل بھی اُٹھ کھڑے ہوئے تھے جو اسلام اور مسلمانوں کے ایسے ہی خونی دشمن تھے جیسے قریش۔ اور مسلمانوں کو آئے دن ان کے حملوں اور چھاپوں سے اپنے آپ کو بچانا پڑتا تھا۔ چنانچہ دیکھو بدر سے واپس آنے کے بعد چند مہینوں کے اندر اندر

آپ کو کتنی دفعہ بذاتِ خود عرب قبائل کو ان کے بد ارادوں سے روکنے کے واسطے سفر کرنا پڑا۔ اور یہ دن بھی سخت گرمیوں کے دن تھے کیونکہ جیسا کہ میور نے لکھا ہے کہ قرقرۃ الکدر کا غزوہ مئی میں ہوا تھا اور اس کے بعد باقی تمام مذکورہ بالا غزوات ستمبر سے پہلے پہلے ہوئے گویا آپؐ کو یہ تمام سفر عین وسط گرما میں کرنے پڑے اور گرما بھی عرب کے صحرا کا گرما۔ اگر خدا تعالیٰ کی خاص نصرت شامل حال نہ ہوتی اور اگر مسلمان ہر وقت خبردار اور ہوشیار نہ رہتے اور دشمن کی جمعیت کو چھاپہ مارنے سے پیشتر ہی منتشر کردینے میں چستی سے کام نہ لیتے تو یہ صحرائی درندے چند دن میں ہی ان کا صفایا کردیتے۔ ولٰکن اللّٰہ سلّم۔ یہ صرف بیرونی خطرات تھے۔ باقی اندرونی خطرات بھی کسی طرح کم نہ تھے۔ خود مدینہ کے اندر مسلمانوں میں مِلی جُلی رہنے والی منافقین کی جماعت کوئی کم خطرہ پیش کرنے والی نہ تھی۔ ان کے علاوہ غدّار اور بدعہد یہود کی مدینہ کے اندر موجودگی ہر وقت کا خطرہ پیدا کر رہی تھی۔ اللہ اللہ ان ابتدائی مسلمانوں کے واسطے یہ کیسے مصیبت کے دن ہونگے۔ خود ان کی زبان سے سُنئے حاکم سے حضرت ابی بن کعب کا قول مروی ہے کہ

کانوا لا یبیتون الا بالسلاح ولا یصبحون الا فیہ و قالوا اترون انا نعیش حتّٰی نبیت اٰمنین مطمئنین لا نخاف الا اللّٰہ ۔

"صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ ڈر کے مارے راتوں کو ہتھیار لگا لگا کر سوتے تھے اور دن کو بھی مسلح رہتے تھے تاکہ کوئی اچانک حملہ نہ ہو جاوے اور وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ دیکھئے ہم اس وقت تک زندہ بھی رہتے ہیں یا نہیں کہ جب ہم امن و امان کی راتیں گذارینگے اور سوائے خدا کے ہم کو کسی کا خوف نہ ہوگا" مگر باینہمہ عیسائی مؤرخین کی مہربانی ملاحظہ ہو کہ صحابہؓ کی پاک جماعت کو جس نے محض خود حفاظتی کے واسطے اپنی تلوار نکالی نعوذ باللہ ڈاکوؤں کی

ایک جماعت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ہم اپنا دُکھ درد کس سے کہیں انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ ؂

قتل کعب بن اشرف
ربیع الاوّل ۳ سنہ ہجری

بنو سلیم اور بنو غطفان کی فتنہ انگیزیوں کو یکجائی طور پر بیان کرنے کی غرض سے ہم نے کعب بن اشرف کے قتل کے واقعہ کا ذکر درمیان سے چھوڑ دیا تھا۔ کعب کا باپ اشرف قبیلہ طی کا ایک ہوشیار آدمی تھا اس نے بنو نضیر سے تعلقات پیدا کیئے اور ان کا حلیف بن گیا۔ بالآخر اس نے اتنا اقتدار اور اثر حاصل کیا کہ قبیلہ بنو نضیر کے رئیس اعظم ابو رافع بن ابی الحقیق نے اپنی لڑکی اسے رشتہ میں دیدی۔ اس کے ہاں اس کی لڑکی کے بطن سے کعب پیدا ہوا۔ کعب نے بڑے ہو کر اپنے باپ سے بڑھکر رسوخ و اقتدار پیدا کیا حتّٰی کہ بالآخر تمام عرب کے یہود اسے اپنا سردار سمجھتے تھے۔ جب اسلام مدینہ میں آیا تو کعب نے اس کی مخالفت شروع کی اور یہ مخالفت ترقی کرتے کرتے جنگ بدر کے بعد اپنے انتہا کو پُہنچ گئی اور سخت خطرناک صورت اختیار کر گئی۔ اور کعب چونکہ شعر بھی کہتا تھا اس لئے اس نے اپنے اشعار میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالنی شروع کی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جنگ بدر کے بعد یہ خود مکّہ گیا اور وہاں مقتولین بدر کے مرثیئے کہکر قریش کی آتش غضب کو بہت بھڑکایا۔ جب مدینہ واپس آیا تو یہاں بھی اس نے آنحضرت صلعم کی ہجو میں اشعار کہنے شروع کیئے پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ مسلمان عورتوں پر اپنے اشعار میں پھبتیاں اُڑائیں اور تشبیب میں ان کا ذکر لانا شروع کیا۔ اور بالآخر اس نے آنحضرت صلعم کے قتل کروانے کا قصد کیا۔ جب نوبت یہاں تک پُہنچ گئی تو ایک دن آنحضرت صلعم نے تنگ آکر کہا "کوئی ہے جو اس سے ہمارا پیچھا چھُڑائے" محمد بن مسلمہ قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی تھے انہوں نے

بڑھکر عرض کیا " یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کر دوں ، آپ نے فرمایا
" بے شک کر دو ، محمدؐ نے عرض کیا فائذن لی ان اقول شیئًا " تو پھر
آپؐ مجھے اجازت دیں کہ مَیں کوئی بات کہوں ، یعنی ایسی طرز میں کوئی بات
کہوں کہ وہ ہمارے قابو میں آجاوے آپؐ نے فرمایا " بے شک کہو ،
چنانچہ محمدؐ بن مسلمہ نے ابو نائلہؓ اور ایک دو اور اصحاب کو اپنے ساتھ لیا اور
کعب کے مکان پر پہنچے ۔ کعب مکان سے نکلکر ان سے ملنے کے واسطے آیا ۔
محمدؐ بن مسلمہ نے کعب سے کہا " یہ شخص (یعنی آنحضرت صلعم) ہم سے صدقہ مانگتا
ہے اور اس نے ہم کو مشقّت میں ڈالا ہے پس کیا تم مجھے کچھ قرضہ دے سکتے ہو ؟
کعب نے خوش ہو کر کہا " واللہ ابھی کیا ہے وہ دن دُور نہیں کہ تم لوگ اس
سے بالکل بیزار ہو جاؤ گے ، محمدؐ نے جواب دیا " خیر ہم نے جب اس کی
اتباع اختیار کر لی ہے تو اب ہم نہیں چاہتے کہ اس سے الگ ہو جائیں
حتّٰی کہ ہم دیکھ لیں کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے ۔ تو کیا پھر تم کچھ قرض دو گے " ؟
کعب نے کہا ہاں ۔ مگر کچھ رہن رکھو محمدؐ نے پوچھا کیا رہن رکھیں کعب نے جواب دیا
اپنی عورتیں رہن رکھدو ، محمدؐ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے تم ایک نہایت خوبصورت
آدمی ہو ، اس نے کہا تو خیر اپنے بیٹے رہن رکھدو محمدؐ نے جواب دیا یہ بھی نہیں
ہو سکتا کیونکہ لوگ ہم کو طعنہ دینگے لیکن ہم اپنے ہتھیار رہن رکھے دیتے ہیں ،
کعب راضی ہو گیا اور محمدؐ پھر آنے کا وعدہ کر کے لوٹ آئے ۔ رات کو محمدؐ اور
ان کے ساتھی ہتھیار لیکر پھر اس کے مکان پر گئے اور دروازے پر پہنچکر آواز
دی ۔ کعب اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر آنے لگا مگر اس کی بیوی نے کہا مت جاؤ
مجھے اس آواز میں خون نظر آرہا ہے ۔ کعب نے پروانہ کی اور چلا آیا ۔ اس کے بعد
محمدؐ اور ابو نائلہ کعب کو باتوں میں لگا کر اس کے گھر سے ہٹکر میدان میں لے آئے
اور اس کے ساتھ بے تکلفی کی باتیں کرتے رہے ۔ تھوڑی دیر کے بعد چلتے

چلتے ابو نائلہ نے کعب سے کہا کعب تمہارے بالوں میں سے کیسی عمدہ خوشبو آتی ہے۔ اس نے خوش ہوکر کہا ہاں میری بیوی نے تیل لگایا تھا۔ پھر ابو نائلہ نے اس کے بال سونگھنے کے بہانہ سے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور اس کے بال اپنے قابو میں کرکے یکلخت آواز دی "مارو اس عدو اللہ کو" محمدؐ بن مسلمہ اور اس کے ساتھیوں نے تلواریں برسادیں۔ مگر کعب بھی ایک نہایت مضبوط اور جری آدمی تھا اس نے ایک چیخ ماری اور زور سے اپنے آپ کو چھڑانا چاہا چنانچہ اس کش مکش میں ایک مسلمان بھی زخمی ہوا لیکن بالآخر کعب قتل ہوا اور مسلمان بھاگ کر اپنی آبادی میں چلے آئے اور آتے ہی آنحضرت صلعم کو کعب کے قتل کی بشارت دی۔

یہ ہیں واقعات اس قتل کے۔ اب دیکھنا ہے کہ اوّل آیا یہ قتل فی ذاتہ جائز تھا یا ناجائز۔ جیسا کہ عیسائی مؤرخین لکھتے ہیں۔ دوسرے آیا جو طریق اس قتل کے واسطے اختیار کیا گیا وہ جائز ہے۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ کعب ملک عرب میں قتل اور خونریزی اور خطرناک فتنہ انگیزی کا محرک تھا اور اس جرم کی سزا ہر انصاف پسند شخص کے نزدیک قتل کے سوا کچھ نہیں۔ وہ ایک مشہور شاعر تھا۔ اور جو لوگ اس زمانہ میں ملک عرب کے اندر شعر کی حیثیت سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کعب کے اشعار مسلمانوں کے واسطے کسقدر خطرناک نتائج پیدا کرسکتے تھے۔ دراصل شعراء عرب میں ملک کے لیڈر سمجھے جاتے تھے اور ان کو یہ قدرت حاصل تھی کہ اپنے اشتعال انگیز کلام کے ذریعہ سے قتل فتنہ اور خونریزی کا میدان گرم کردیں اور ملک میں جنگ کی آگ لگادیں چنانچہ اسی کعب کا واقعہ ہے کہ جب اس نے مکّہ میں جاکر ایک دفعہ قریش کی ایک جماعت کے سامنے جس میں ابوسفیان بھی موجود تھا مقتولین بدر کے متعلق اپنے اشعار پڑھے تو مسلمانوں کے

Digitized by Khilafat Library

خلاف جوش کا یہ عالم تھا کہ اسی وقت سب اُٹھے اور کعبہ کا پردہ پکڑ پکڑ کر قسمیں کھائیں کہ بدر کا انتقام لئے بغیر چین نہ کرینگے۔ کیا ایسے خطرناک مفسد کے واسطے قتل کی سزا ناانصافی پر مبنی کہلا سکتی ہے۔ پھر نہایت گندے اشعار کے اندر مسلمان عورتوں کا ذکر کرنا اور آنحضرت صلعم کے متعلق قتل کے منصوبے کرنا کوئی معمولی جُرم تھا۔ کہ قتل کے سوا اسے کوئی اور سزا دی جاتی۔ خدارا ذرا غور تو کرو۔ چند گنتی کے مسلمان ہیں۔ چاروں طرف ان کے دشمن ہی دشمن ہیں جو انکے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ایک شخص اُٹھتا ہے اور اپنے نہایت خطرناک اشتعال انگیز اشعار سے ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا پھرتا ہے اور ان کی عورتوں پر اپنے اشعار میں پھبتیاں اُڑاتا ہے اور ان کے امام اور مقتدا (جس پر ان کا سارا دارومدار ہے) کے متعلق قتل کے منصوبے کرتا ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کے واسطے کونسا راستہ کُھلا تھا سوائے اس کے کہ اسے قتل کرکے اپنے آپ کو اس کی شرارتوں سے محفوظ کر لیتے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جس طریق پر قتل کیا گیا وہ کہاں تک جائز ہے سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئیے کہ عرب میں اسوقت کوئی باقاعدہ سلطنت نہ تھی بلکہ ہر ایک قبیلہ آزاد اور خود مختار تھا ایسی صورت میں وہ کونسی عدالت تھی جہاں کعب کے خلاف مقدمہ دائر کرکے باقاعدہ قتل کا حکم لیا جاتا۔ کیا یہود کے پاس اس کی شکایت کی جاتی جن کا وہ سردار تھا اور جو خود مسلمانوں سے کئی موقعوں پر غداری کر چکے تھے اور آئے دن شرارت کرتے رہتے تھے۔ کیا مکّہ کے قریش کے پاس مقدمہ پیش کیا جاتا جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے کیا قبائل سلیم و غطفان سے دادرسی کی جاتی جو چند ماہ کے اندر تین چار دفعہ مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تیاری

کر چکے تھے۔ خدارا اس وقت کی عرب کی حالت پر غور کرو اور پھر کہو کہ مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے اور کونسا راستہ کھلا تھا کہ جب ایک شخص کو اس کی شرارتوں کی وجہ سے واجب القتل پاتے تو خود حفاظتی کے طور پر موقعہ پا کر اسے خود قتل کر ڈالتے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ کعب سے دھوکا کیا گیا اور آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو جھوٹ بولنے کی اجازت دی سو یہ بالکل غلط ہے آنحضرت صلعم نے ہرگز جھوٹ کی اجازت نہیں دی اور نہ مسلمانوں نے کوئی لفظ خلاف واقعہ مُنہ سے نکالا ہاں انہوں نے ایسے الفاظ بے شک کہے کہ جو ذو معنی تھے اور جن کی وجہ سے کعب کو یہ خیال گذرا کہ یہ لوگ دل میں اسلام سے متنفر ہیں۔ مگر حالات جنگ میں یہ باتیں جائز ہیں اور آجکل کی تمام مہذب سلطنتیں انہیں نہ صرف جائز قرار دیتی ہیں بلکہ عملی طور پر ان سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر لیتی ہیں ؏

سریہ زید بن حارثہ جمادی الآخرہ ۳ سنہ ہجری

بنو سُلیم اور بنو غطفان کے حملوں سے کچھ نجات ملی تو مسلمانوں کو ایک اور خطرہ کے دفاع کے واسطے وطن سے نکلنا پڑا۔ اب موسم گرما قریباً گذر چکا تھا اور سردیوں کی آمد آمد تھی۔ قریش شمالی تجارت کے واسطے عموماً مکّہ سے سردیوں کے ابتدا میں نکلتے تھے اور عموماً ساحلی راستہ سے جاتے تھے لیکن جیسا کہ بتایا جا چکا ہے اب انہوں نے یہ راستہ ترک کر دیا تھا کیونکہ اس علاقہ کے آس پاس کے قبائل مسلمانوں کے زیر اثر آگئے تھے اور قریش کو شرارت کا موقعہ کم تھا۔ اب جو راستہ انہوں نے اختیار کیا وہ نجد یعنی وسط عرب سے گذرتا تھا جہاں بنو سلیم اور بنو غطفان جیسے وحشی قبائل آباد تھے کہ جو قریش کے اشارہ پر چلتے تھے۔ لہذا اب کی دفعہ بھی قریش کا تجارتی قافلہ اس نجدی راستہ سے ہو کر گذرنے والا تھا اور مسلمانوں کو

اس کی خبر مل چکی تھی منظاہر ہے کہ اگر قریش کا ساحلی راستہ سے گذرنا مسلمانوں کے واسطے خطرناک تھا تو اس نجدی راستہ سے ہو کر ان کا گذرنا تو نہایت سخت خطرہ پیدا کرتا تھا کیونکہ اس راستہ پر ان کے واسطے ہر وقت یہ موقعہ کھلا تھا کہ اس علاقہ کے کسی قبیلہ کے ساتھ ہو کر خفیہ خفیہ مدینہ پر چھاپہ مار جاویں یا کوئی اور شرارت کرتے جاویں لہٰذا ضرور تھا کہ مسلمان اس راستہ پر بھی قریش کے قافلوں کی روک تھام کریں چنانچہ آنحضرت صلعم نے خبر پاتے ہی سَو سواروں کا ایک دستہ تیار کیا اور اپنے خادم خاص زید بن حارثہ کو اس پر امیر مقرر فرما کر روانہ فرمایا۔

قریش کے اس تجارتی قافلہ میں ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے لوگ بھی موجود تھے۔ زید نے نہایت چستی اور تیزی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا اور پیشتر اس کے کہ قریش کی طرف سے کوئی شرارت ہو ان کو مقام قردۃ میں جا دبایا۔ لوگ قافلہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے اور تمام مال و متاع جو بہت کافی مقدار میں تھا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور زیدؓ نہایت کامیاب ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس قافلہ کا راہبر بھی جو ان کو راستہ دکھاتا تھا یعنی فرات بن حیان مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوا۔ لیکن مدینہ میں پہنچکر یہ شخص مسلمان ہو گیا جس پر اسے رہا کر دیا گیا۔

تزویج ام کلثوم جمادی الآخرہ سنہ ۳ھ

رقیہؓ بنت رسول اللہ صلعم زوجہ حضرت عثمانؓ کی وفات کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلعم نے اپنی دوسری لڑکی ام کلثوم کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کر دی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان کو ذو النورین یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں۔ رخصتانہ جمادی الآخرہ سنہ ۳ھ میں ہوا۔

تزویج حفصہ رضؓ
شعبان ۳ سنہ ہجری

حضرت عمرؓ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام حفصہؓ تھا۔ یہ خنیس بن حذافہ کے عقد میں تھیں جنگ بدر میں خنیس شریک تھے مگر اس کے بعد مدینہ میں فوت ہوئے اور حفصہؓ بیوہ رہ گئیں۔ اس وقت یہ ابھی جوان ہی تھیں لہٰذا حضرت عمرؓ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ سب سے پہلے انہوں نے ان کے متعلق حضرت ابو بکرؓ سے ذکر کیا اور ان سے کہا کہ آپ حفصہؓ سے شادی کر لیں حضرت ابو بکر خاموش رہے جس پر ان کو ملال ہوا پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ سے ذکر کیا کیونکہ ان کی زوجہ رقیہؓ فوت ہو چکی تھیں اور ابھی تک ام کلثومؓ سے ان کی شادی نہ ہوئی تھی مگر وہ بھی خاموش رہے۔ اس دفعہ حضرت عمرؓ کے جذبات کو زیادہ صدمہ پہنچا چنانچہ انہوں نے اس امر کا آنحضرت صلعم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا عمرؓ فکر نہ کرو انشاء اللہ حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر خاوند مل جائیگا اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر بیوی ملیگی (آنحضرت صلعم حفصہؓ کو اپنی شادی میں لے لینے اور اپنی لڑکی ام کلثوم کو حضرت عثمان کے عقد میں دے دینے کی نیت کر چکے تھے جس سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ دونو کو اطلاع تھی) تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آنحضرت صلعم نے حفصہؓ کے متعلق اپنے لئے حضرت عمرؓ کو پیغام بھیجا۔ اس وقت جا کر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا عمرؓ میری طرف سے دل میں کوئی بات نہ رکھنا مجھے آنحضرت صلعم کے ارادہ سے اطلاع تھی لیکن میں آپکے راز کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا ہاں اگر آپ ایسا ارادہ نہ رکھتے تو میں حفصہ سے شادی کر لیتا۔ غرض شعبان ۳ سنہ ہجری میں حضرت حفصہؓ آنحضرت صلعم کے نکاح میں آکر حرم نبوی میں داخل ہوئیں ۰

حفصہؓ کے نکاح میں علاوہ اس عام مصلحت کے پورا ہونے کے کہ آنحضرت صلعم کی جتنی زیادہ بیویاں ہونگی اتنا ہی عورتوں کے اندر تعلیم و تبلیغ کا

کام زیادہ اچھی طرح سر انجام ہو سکیگا کیونکہ احکام شرعی کے متعلق عورتوں کو تعلیم و تبلیغ جتنی عورتوں کے ذریعہ بآسانی ہو سکتی ہے مرد کے ذریعہ نہیں ہو سکتی اور نہ مردان کے واسطے نمونہ بن سکتا ہے ایک خاص مصلحت بھی تھی اور وہ یہ کہ حفصہ رض حضرت عمر رض کی صاجزادی تھیں جو گویا حضرت ابوبکر رض کے بعد تمام صحابہ رض میں افضل سمجھے جاتے تھے اور آنحضرت صلعم کے مقربین خاص میں سے تھے پس آپس کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے اور حفصہ اور حضرت عمر رض کے اس صدمہ کی تلافی کرنے کے واسطے جو خنیس بن حذافہ کی وفات سے ان کو پہنچا تھا آنحضرت صلعم نے مناسب خیال فرمایا کہ حفصہ رض کو اپنے عقد میں لے لیں۔ حفصہ رض کا نکاح گویا ایک گونہ احسان تھا جو آنحضرت صلعم نے حضرت عمر رض پر فرمایا۔ غرض حفصہ کا نکاح خاص مصالح کے ماتحت تھا ورنہ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ عائشہ رض پر بلاوجہ کوئی سوت لاتے حالانکہ عائشہ رض آپ کی چہیتی بیوی تھی حتیٰ کہ آپ نے فرمایا مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ عائشہ رض سے محبت ہے۔

ولادت امام حسن رض رمضان ۳ سنہ ہجری

سن دو ۲ ہجری کے واقعات میں حضرت علی رض اور حضرت فاطمہ رض کے نکاح کا حال گذر چکا ہے۔ ان کے ہاں رمضان ۳ سنہ ہجری میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن رض رکھا یہ وہی ہیں جو بعد میں مسلمانوں کے اندر امام حسن رض کے نام سے ملقب ہوئے۔ حسن رض اپنی شکل و شباہت میں آنحضرت صلعم سے بہت ملتے جلتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ راستہ میں حضرت ابوبکر رض کو حسن رضی اللہ عنہ کھیلتے ہوئے مل گئے تو حضرت ابوبکر رض ٹھیر گئے اور انکو اپنی گود میں اٹھا لیا اور فرمایا خدا کی قسم یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شبیہ ہے علی رض کا شبیہ نہیں۔ حضرت علی رض بھی پاس کھڑے تھے اور

مسکراتے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جیسے اپنی اولاد میں سے حضرت فاطمہ کے ساتھ خاص محبت تھی اسی طرح ان کے بچوں سے بھی آپ کو خاص ہی محبت تھی۔ کئی دفعہ فرمایا خدایا مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت کر۔ اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر۔ نیز فرماتے تھے حسنؓ وحسینؓ میرے دو خوشبودار پھول ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ نماز میں ہوتے تو یہ دونو محبت کے جوش میں آکر آپ سے لپٹ جاتے آپ سجدہ میں ہوتے تو آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے رکوع میں ہوتے تو آپ کی دونو ٹانگوں کے اندر سے راستہ بنا کر ادھر اُدھر نکل جاتے۔ لوگ بعض اوقات روکتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو منع کر دیتے کہ روکو نہیں۔ اللہ اللہ کیا پیار ومحبت کا عالم تھا۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی اولاد مسلمانوں میں سید یعنی سردار کہلاتی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ بوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی کی اولاد ہونے کے وہ ہر مسلمان کہلانیوالے کے واسطے جائے ادب واحترام ہے ۔

مسیح موعودِ محمدی اور مسیح موعودِ ناصری کی مشابہتیں

جس طرح حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے بحکم خدا وعدہ فرمایا تھا کہ اے اسرائیلیو جب ترقی وعروج کے بعد تم پر زوال وادبار چھا جائیگا تو خداوند یہوواہ آسمان پر سے تمہاری طرف دھیان کریگا اور اپنی رحمت سے تم میں ایک نبی مسیح بھیجیگا۔ وہ پستی کی طرف گرتی ہوئی قوم اسرائیل کو اوج وبلندی کی طرف لے جائیگا اسی طرح مثیل موسیٰؑ یعنی سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ کہ میری اُمت یہود کی طرح اپنی غلطیوں کی وجہ سے ترقی کے بعد

تنزل اختیار کریگی اور اس میں اسی طرح کا ایک مسیح و مہدی مبعوث ہوگا گویا اُمت محمدیہ کا موعود مسیح ؑ موسوی موعود مسیح سے مشابہت و مماثلت تامہ رکھنے والا ہوگا۔ ذیل میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی صداقت کے دلائل پیش کرکے ان ہر دو موعود مسیحوں کی آپسمیں مشابہت و مماثلت بتلاتے ہیں۔

پہلی مشابہت جس طرح ہر شب کی تاریکی کے بعد نور ظہور پذیر ہوتا ہے اسی طرح جب یہود بے دینی کے گڑھے میں گر گئے۔ تو وعدہ کے مطابق عین وقت پر مسیح ناصری مبعوث ہوئے جب مسیح ؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے اپنی دعوت پیش کی تو اس وقت دنیا کی اقوام کا عموماً اور یہود کا خصوصاً کیا حال تھا۔ یہ ایک تاریخی امر ہے۔ اور ذیل میں تاریخی حوالوں سے ہی اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

مسیح ؑ دنیا میں اس وقت آیا جبکہ وقت پورا ہو چکا تھا گلتی ۴ ہے۔ بت پرستی اپنے زوروں پر تھی وقتی فلسفے بدفعلی کی اس طغیانی کو جو اقوام کی زندگی کو تباہ کر رہی تھی روکنے میں قاصر و ناچار تھے۔ بدی نے مذاہب کو مغلوب کر رکھا تھا۔ اور بتوں کی پرستش میں بدفعلی اور خونریزی دخل پاگئی تھی۔ مکار فیلسوفوں کے باعث قومی مذہب حقیر ہوگیا تھا۔"

"جب مسیح ؑ کے وسیلے نئی زندگی آئی تو دنیا نزع کی حالت میں تھی زندگی اور صحت فقط مسیح ؑ میں ہی پائی گئی مسیح کی تعلیم دنیا کے لائق ثابت ہوئی۔" مسیحی کلیسیا کی تاریخ کرسچن نالج سوسائٹی پہلا باب صفحہ ۶ و ۷

"یہود اپنی گری ہوئی حالت کی وجہ سے رات دن مسیح اور ایلیاہ کیلئے دعائیں مانگتے تھے۔ کہ وہ جلد آویں۔ ریاکاری یہود کے قلوب کا غلاف تھا ریاکاری کی خاطر لمبی نمازیں پڑھتے اور بڑے جبے و دستار پہنتے تھے دینوی

عزّت کے سخت لالچی تھے۔ الیاہ کے دنیا میں مقیم ہونے کے لیے دعائیں مانگتے تھے "۔ تفسیر اسکاٹ صاحب ڈی ڈی صفحہ ۲۸۰

اے جہان کے رہنے والو! اور اسلام کا دم بھرنے والو! راستی سے موجودہ دنیا کی مذہبی حالت کا مذکورہ بالا گذشتہ زمانہ سے مقابلہ کرو۔ اور پھر سوچو کہ کیا یہ مماثلت پوری ہو چکی ہے یا نہیں؟ علاوہ دیگر بُت پرست مذاہب کے رومن کلیسیا کی بُت پرستی پر غور کرو۔ پھر دنیا کے علماء کے فلسفوں پر غور کرو۔ کہ کیا تھوڑے فلسفے مروج ہیں۔ پھر کیا یہ فلسفے مذہبی و روحانی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بدفعلی عام ہے۔ رومن کلیسیا میں اس کے ساتھ خونریزی بھی ہے مسیحیوں کا قومی مذہب دلائل کی رُو سے مُردہ و حقیر ہو چکا ہے مذہبی دنیا میں نزع کی سی حالت ہے ٭

مسلمانوں کے علماء کی حالت خصوصاً اور عام مسلمانوں کی عموماً بموجب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے بالکل مشابہ ہے ریاکاری ان کے جسموں کا جامہ ہے۔ بڑے جبّوں اور لمبی دستاروں کی کمی نہیں لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر بوجہ ان کی بداعمالی کے ان کا قومی مذہب حقیر ہو چکا ہے۔ اور وہ دنیوی عزّت کے سخت لالچی نظر آرہے ہیں۔ ایسی حالت میں خدا کا مسیحؑ نازل ہوا۔ اس کی تعلیم دنیا کے لائق ثابت ہوئی۔ ایسی کہ مسیحؑ اوّل کی تعلیم بھی ایسی سرعت سے نہ پھیلی تھی۔ دوسری صدی میں جاکر اس کی عام اشاعت ہوئی مگر اس مسیحؑ کی تعلیم پہلی صدی کے شروع میں ہی ایسی پھیل گئی ہے کہ تیسری صدی میں بھی مسیحؑ کی تعلیم ایسی پکّی اور دلچسپ ثابت نہ ہوئی۔ چنانچہ تعداد کے لحاظ سے یا مصاحف ثابت ہے دیکھو کلیسیا کی تاریخ کرسچن نالج سوسائٹی کا پہلا حصّہ ٭

دوسری مشابہت	مسیحؑ ناصری جب مبعوث ہوئے۔ تو ان سے پہلے

یہود کا یہ خیال تھا۔ کہ وہ اپنی زبانی روایات یعنی علم حدیث کو علم الٰہی پر ترجیح دیتے تھے۔ یعنی تورات و صحف الانبیاء کو اپنی احادیث سے کم درجہ پر قابل اعتبار سمجھتے تھے۔ اپنی روایات کو سچا ثابت کرنے کے لئے وہ تورات کو غیر معتمد جانتے تھے چنانچہ ایک عالم لکھتا ہے۔ ”یہودیوں کا آئین دو قسم کا ہے ایک مکتوب جس کو تورات کہتے ہیں دوسرا غیر مکتوب جس کو روایت زبانی کہتے ہیں اور مشائخ کی وساطت سے ان تک پہنچے اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ طور کے پہاڑ پر خدا نے موسیٰؑ کو دونو عطا کیئے تھے۔ پس ان میں سے ایک کتابت کے وسیلہ سے اور دوسرا مشائخ کی وساطت سے پشت در پشت منقول ہو کر ہم تک پہنچے اس سبب سے دونو کو مرتبہ میں برابر منجانب خدا اور واجب التسلیم جانتے ہیں بلکہ دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آئین مکتوب یعنی تورات وغیرہ بہت جگہ ناقص اور مغلق ہے اور روایت زبانی کے بغیر کامل طور پر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ روایت یعنی حدیث واضح اور بڑی کامل ہے اور تورات کی شرح کرتی ہے اور اس کو کامل بناتی ہے اور اسی سبب سے تورات کے جو معنی علم حدیث کے مخالف ہوں اس کو مردود جانتے ہیں۔ اور ان میں مشہور ہے۔ کہ بنی اسرائیل سے جو عہد لیا گیا تھا۔ وہ عہد تورات کی بابت نہ تھا۔ بلکہ علم حدیث کی بابت تھا اور یہود نے اسی حیلے سے تورات کو طاق پر رکھ کر اپنے دین ایمان کی بناء اس علم حدیث پر رکھی ہے۔ اور خدا کے کلام کے معنی اپنی احادیث کے موافق کرتے ہیں۔ گو وہ معانی حدیث تورات کے بہت مقامات و آیات کے مخالف ہوں۔ اور مسیحؑ کے زمانے میں ان کی اس حد تک نوبت پہنچی تھی کہ مسیح نے ان کو اس مقدمہ میں یوں ملزم قرار دیا۔ کہ خدا کے کلام کو اپنے طریقہ کی جہت باطل کرتے ہیں چنانچہ یہود کا بھی طریقہ مسیحؑ کی

پہچان میں بہت حد تک سدّ راہ ہوا وہ نہ صرف مسیحؑ کی تعلیم بلکہ موسیٰ کے بعد کے انبیاءؑ کے سادی صحائف کی بھی اس علم حدیثؑ کے مقابلہ میں پروا نہ کرتے تھے۔" دیکھو ایڈم کلارک صاحب کی تفسیر کا دیباچہ ذیل شرح عزرا اور تفسیر ہارن کتاب عزرا کا دیباچہ مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہود کے تمام فرقے یہی اعتقاد رکھتے تھے۔ بلکہ یہ اعتقاد خصوصیّت سے یہود کے اس فرقہ کا ہے جو فریسی کے نام سے مشہور ہے۔ فریسی ایک عبرانی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی "الگ" ہیں اس سے یہ مطلب نکالا جاتا تھا۔ کہ فریسی لوگ اس خراب دنیا سے الگ رہنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ یہ صاف معلوم نہیں۔ کہ فریسیوں کی ابتدا کب ہوئی۔ جوزیفس لکھتا ہے کہ ہیرودیس کی وفات پر ان کا شمار آٹھ ہزار تھا۔ وہ دعویٰ کرتے تھے۔ کہ ہم راستی پر ہیں اور وہ تمام شریعت خصوصاً احادیث کو لفظ بلفظ مانتے تھے۔ یعنی ربیوں کی کُل روایتوں پر چلتے تھے اور ان کا اختیار اس سبب سے قائم رہتا تھا۔ کہ وے ظاہری پاکیزگی بہت دکھلاتے تھے اور اس طرح سے وہ ریاکاری اور خود نمائی دکھلاتے تھے۔ ان کا عوام الناس پر بڑا اختیار چلتا تھا۔ اور آخرش ان کے سبب سے اس ملک میں فقط ظاہری نمود کی پاکبازی رہی عوام لوگوں نے فریسیوں کو برائی کرنے کے لئے ایک پناہ اور آڑ بنا رکھا تھا۔ مسیحؑ کے بالمقابل خصوصیّت سے یہی فرقہ تھا۔ جھوٹی تقریریں اور بدعتیں کرنا اور جھوٹی تہمت لگا کر انصاف کے بہانے قتل کرانا ان کے بائیں ہاتھ کے کرتب تھے" دیکھو تفسیر متی ریورنڈ ٹی جے اسکاٹ صاحب ایم اے ۳؎

یہاں پر یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ فریسی لوگ اپنی احادیث کی روایات کی اسناد بیان نہ کرسکتے تھے بلکہ صاف عیاں ہے۔ کہ یہ فرقہ احادیث کی اسناد اپنی طرف سے خوب بیان کرتا تھا خواہ وہ غلط یا صحیح ہو۔ چنانچہ فاضل اجل ڈاکٹر ایڈم کلارک لکھتے ہیں۔ کہ "یہود اپنی احادیث کے اصل ہونیکی

نسبت یوں کہتے ہیں کہ خدا نے موسیٰؑ کو جب طور سینا پر توریت عنایت کی تو اس کے معانی کو بھی بیان کیا اور حکم دیا کہ اوّل کو لکھ لے اور دوسرے کو فقط زبانی یاد رکھ کر روایت زبانی سے نقل کرے اور اسی طرح یہ روایات پُشت در پُشت زبانی روایت سے نقل ہوتی چلی جاویں اسی وجہ سے پہلے کو آئین مکتوب اور دوسرے کو آئین زبانی کہتے ہیں۔ ان کا یقین ہے کہ جس طرح ان چالیس ایام میں جن میں سینا پہاڑ پر خدا موسیٰؑ سے ہمکلام رہا۔ موسیٰؑ کو توریت ملی۔ ایسے ہی یہ احادیث یا روایات ملی ہیں۔ اور موسیٰؑ نے پہاڑ سے دونو کو ہمراہ لاکر بنی اسرائیل کو اس طور دیا۔ کہ آتے ہی فوراً ہارون کو اپنے خیمہ میں بُلاکر پہلے آئین مکتوب کی پھر ان زبانی روایات کی جو آئین مکتوب کے معانی ہیں جیسے خدا سے پائی تھیں۔ تعلیم کی۔ اور ہارون تعلیم پاکر اُٹھ کے موسیٰؑ کے دائیں ہاتھ بیٹھا۔ اس کے بعد ہارون کے بیٹے الیعاذر اور ایتامار اندر آئے اور باپ کی طرح تعلیم پاکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک موسیٰؑ کے بائیں ہاتھ اور دوسرا ہارون کے دائیں ہاتھ بیٹھا اور اس کے بعد ستّر مشائخ نے اندر آکر ہر دو آئین کی تعلیم پائی۔ اور خیمہ کے اندر بیٹھ گئے اس کے بعد اسی طور سے ان سب آدمیوں نے جو ہر دو آئین کی تعلیم کے مشتاق تھے تعلیم پائی۔ پھر موسیٰؑ وہاں سے اُٹھا اس کے بعد ہارون اپنا سب آموختہ پڑھ کر اُٹھا اس کے بعد الیعاذر اور ایتامار اپنا آموختہ پڑھ کر اُٹھے اس کے بعد ان ستّر مشائخ نے اپنا آموختہ لوگوں کے سامنے پڑھا اور ہر ایک نے ان آدمیوں سے اس آئین کو چار دفعہ سُنا۔ اور خوب ضبط کر لیا پھر ان آدمیوں نے نکل کر ان سب بنی اسرائیل کو جو باقی رہ گئے تھے۔ اس سے خبردار کیا اور آئین مکتوب کو لکھ کر اور اس کے معانی یعنی احادیث کو حفظ کر کے دوسری پُشت کے لوگوں کو پہنچایا۔ اور متن مکتوب میں چھ صد تیرہ احکام تھے کہ اس کے موافق آئین کو تقسیم کیا ہے اور کہتے ہیں کہ

ہجرت مصری کے چالیسویں سال کے گیارھویں مہینے کی ابتدا میں موسیٰؑ نے سارے بنی اسرائیل کو جمع کرکے اپنی موت کی خبر سُنا کر کہا۔ کہ اگر کسی کو خدا کے آئین کی جو میری وساطت سے ملے ہیں کوئی بات یاد نہ رہی ہو۔ تو میرے پاس آکر مجھ سے پوچھ لے اور ایسا ہی اگر کسی کو آئین پر کچھ اعتراض ہو۔ تو میرے پاس آوے کہ اس کے اعتراض کو دفع کیا جاوے۔ اور اس کے موافق اپنی باقی زندگی تک یعنی گیارھویں مہینے کے ابتدا سے بارھویں مہینے کی چھٹی تاریخ تک ان کی تعلیم میں مشغول رہا۔ اور توریت اور علم حدیث کی تعلیم کی۔ اور چھٹی تاریخ کو آئین مکتوب یعنی توریت کے تیرہ ۱۳ نسخے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بنی اسرائیل کے بارہ فرقہ ہیں سے ہر ایک کو ایک ایک نسخہ دیا۔ تاکہ ہر فرقہ میں وہ نسخہ پُشت در پُشت محفوظ رہے اور ایک نسخہ بنی لیوی کو اس لئے اور دیا۔ کہ حفاظت سے ہیکل کے اندر رکھیں اور آئین غیر مکتوب یعنی علم احادیث کو یوشعؑ کے سامنے پڑھا اور ساتویں تاریخ کو نبو پہاڑ پر چڑھ کر وفات پائی موسیٰ کی وفات کے بعد علم حدیث کو یوشع نے مشائخ کے سپرد کیا۔ اور انہوں نے پیغمبروں کو اور انبیاء میں سے ایک نبی دوسرے کو پہنچاتا رہا۔ یہاں تک کہ یرمیاہ کی نوبت آئی۔ سو یرمیاہ نے باروق کو اور باروق نے عزرا کو اور عزرا نے مجمع علماء کو کہ ان سب سے پچھلا شمعون صادق ہے۔ پہنچایا۔ اور اس نے اینٹی گونوس اور اس نے یوسی بن یحنان اور اس نے یوسی بن یو میرا اور اس نے نتہان آربلی اور یوشع بن برخیاہ اور انہوں نے یہودا ابن بیما اور شمعون بن شطاہ اور انہوں نے شمایا ابی طلیون اور انہوں نے ہلل اور اس نے اپنے بیٹے شمعون کو پہنچایا اور شمعون نے اپنے بیٹے گملی ایل کو اور اس نے اپنے بیٹے شمعون کو اور اس نے اپنے بیٹے یہودا حق دوش کو پہنچایا۔ اس یہودا نے ان کو ایک کتاب میں لکھ کر اس کا نام مشنا رکھا ہے وغیرہ دیکھو تفسیر ایڈم کلارک وہارن عہد فریسی فرقہ کے بعد مسیحؑ ناصری کے بالمقابل

فقیہوں کا فرقہ تھا" فقیہہ اصل میں جو لفظ ہے اس کے معنی ہیں "لکھنے والا" اور ابتدا میں فقیہہ لوگ لیوی کے فرقہ میں سے ایک جماعت تھی جو کہ منشی دفتر نویس اور نقل نویس کا کام کیا کرتے تھے سرایاہ داؤد بادشاہ کا فقیہہ یعنی منشی تھا (۲ ضمو $\frac{۸}{۱۷}$) الہورف اور اخیاہ سلیمان بادشاہ کے کاتب یا منشی تھے (۱۔ سلا $\frac{۳}{۴}$) اسی طرح عزرا کاتب تھا۔ جو موسیٰؑ کی شریعت سے ماہر تھا (عز $\frac{۶}{۷}$) نئے عہد نامہ میں جن فقیہوں کا ذکر آیا ہے یہ لوگ اسپر زائد یہ کرتے تھے کہ شارح علماء کے قیاس کو جن کے وہ علماء خود پابند ہوئے۔ مضبوطی سے پکڑتے تھے۔ ہر کام میں اپنے سابقہ آباؤ اجداد اور ربیوں کی نقل کرتے تھے"

تیسرا فرقہ جو مذکورہ ہر دو فرق کے بعد مسیح کے بالمقابل تھا۔ وہ "صدوقی" ہے یہ لوگ دنیادار اور بد اعتقاد تھے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ توریت اگرچہ خدا کی طرف سے ہے لیکن ایک دنیاوی بندوبست کے لئے ہے اور کہتے تھے کہ موسیٰؑ اس بندوبست کا مہتمم ہے لیکن وہ اخروی جزا کے اور قیامت کے منکر تھے بعض گمان کرتے ہیں کہ یہ نام ایک شخص صدوق سے جو اس فرقہ کا بانی تھا اور سکندر اعظم کے زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ نکلا ہے۔ یہ لوگ راستبازی کا دم بھرتے تھے ان کے بانی صدوق کا یہ مقولہ ہے کہ "ان کی طرح مت بنو جو اپنے آقاؤں کی اس لئے خدمت کرتے ہیں کہ مزدوری پاویں" یہ لوگ اکثر فیلسوفانہ مزاج اور حکومت کا حوصلہ رکھتے تھے۔ اکثر یہودی ملکی بندوبست کرنے والے اسی فرقہ سے تھے"

ان ثلاثہ فرق کے علاوہ ایک اور یہودی فرقہ تھا۔ جو ان فرق مذکورہ کے بعد مسیحؑ کے بالمقابل تھا۔ یہ فرقہ اسینی کہلاتا تھا جو فقیروں کی طرح گوشہ اختیار کرتے تھے اور گوشت خراب شادی اور دنیاوی باتوں سے بظاہر کنارہ کرتے

تھے اور دینی مسائل میں بڑے وہمی تھے" دیکھو۔ یورنڈ ٹی جے اسکاٹ صاحب ایم اے ڈی ڈی کی تفسیر متی بذیل ۳/۷

اے اسلام کا دم بھرنے والے لوگو! اور جہان کے عاقل لوگو! غور کرو کہ اب جبکہ اسلام کا موعود مسیح مبعوث ہوا تو اس کے مقابلہ میں اپنی قوم کے کون کون فرقے تھے۔ سوچو اور غور کرو۔ کہ سب سے زیادہ مخالف فرقہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہی اہل حدیث فرقہ تھا یا کہ نہیں۔ جن کے علماء لمبی تقریریں کرنا اور تہمت لگانا بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ جو احادیث کو قرآن پر حکم ٹھہراتے ہیں چنانچہ اہلحدیث کے پہلے ایڈووکیٹ مولوی محمد حسین بٹالوی سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا جو مباحثہ اس بارے میں ہوا وہ پڑھو جو الحق کے نام سے موسوم ہے پھر ان کے دیگر اصول کا مطالعہ کرو۔ کہ کس طرح احادیث کی روایات کو خواہ وہ قرآن کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں واجب التسلیم جانتے ہیں اور ان کا یہی طریق مسیح موعودؑ کی شناخت کے راستے سے سدِّ راہ بھی ہوا۔

اس کے بعد غور کرو کون فرقہ آپ کا مخالف تھا سو ظاہر ہے۔ کہ وہابیہ فرقہ کے بعد اہل فقہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف تھے۔ جو اپنے بزرگان ملت کے اجتہاد کو بالکل سچا جانتے اور اس کی تقلید کرنا اپنا فرض فرضان سمجھتے ہیں۔

ان کے بعد تیسرا فرقہ صدوقی ہے جو آج اس زمانے میں "نیچری" کے نام سے موسوم ہے جو اسلامی بہشت کا منکر ملائکہ کا انکاری ہے اور بہشت کے انکار کے ساتھ ہی لازماً ایک طرح سے قیامت کا بھی منکر ہے یہ لوگ بھی صدوقیوں کی طرح فیلسوفانہ مزاج رکھتے ہیں جس طرح صدوقیوں کے بانی صدوق کا یہ مقولہ ہے کہ "ان کی طرح مت بنو جو اپنے آقاؤں کی اس لئے خدمت کرتے ہیں کہ مزدوری پاویں" اسی طرح نیچری فرقہ کے بانی آنریبل سر سید احمد

خانصاحب بہادر کا یہ مقولہ ہے۔ کہ "بہشت اور حور و غلمان کے معاوضہ کے لئے عبادت نہ کرو" اس فرقہ نے بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مخالفت میں کچھ حصہ لیا ہے ۔

چوتھا فرقہ مسیح ناصری کے بالمقابل اسنی تھا جس کا ذکر اوپر لکھا گیا ہے مسیح محمدی کے مقابلہ میں بھی یہ فرقہ تھا۔ جو اس زمانہ میں صوفیاء اور فقراء کے نام سے مشہور ہے یہ لوگ بھی اپنے پہلے بھائیوں کی طرح "گوشہ نشین گوشت نہ کھانے والے شادی اور دنیاوی باتوں سے بظاہر کنارہ کش" معلوم ہوتے ہیں۔ اور دینداری کے مسائل میں بالکل اپنے پہلے برادران کی مانند بڑے وہمی ہیں چنانچہ عیاں را چہ بیان اس فرقہ کے بعض گدی نشین صوفیاء نے بھی مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی ہے۔ یہ مماثلت حرف بحرف صادق آئی ہے پڑھنے سننے والو غور کرو ۔

تیسری مشابہت

تیسری مماثلت یہ ہے۔ کہ جس طرح یہود ملاکی ۴/۵ کی بنا پر بوجہ اپنی زبانی روایات کے اور مجاز کو حقیقت سے تمیز نہ کرسکنے کے ایلیاہ کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر تھے۔ اور کتاب مقدس کے دیگر مقامات خصوصاً ایوب نبی کے صحیفہ کے اس فقرہ پر غور نہ کرکے فانی انسان ایلیاہ کو زندہ کہتے "آدمی ضرور مرتا اور پڑا رہتا جو مرتا ہے وہ نہیں اٹھتا جب تک آسمان ٹل نہ جاویں" ایوب ۱۴/۱۲ اور نیز دیکھو ایوب ۷/۹ وغیرہ۔ یہودی یہ تو کہتے تھے۔ کہ "ابراہیمؑ مرگیا اور نبی مرگئے ہمارا باپ ابراہیمؑ جو مرگیا کیا تو اس سے بڑا ہے اور نبی بھی مرگئے" یوحنا ۸/۵۲۔ وہ مانتے تھے بلکہ توریت میں پڑھتے تھے۔ کہ "موسیٰؑ کی مانند کوئی نبی نہیں اور وہ بھی مرگیا ہے" مگر ایلیاہ کو نہ مارتے تھے بلکہ اسے زندہ آسمان پر بٹھاتے تھے۔ اور مسیح سے پہلے دیگر انبیائؑ کے بعد ایلیاہ کو موسوی امت کی اصلاح کرنے والا جانتے تھے حالانکہ جانتے اور مانتے تھے۔ کہ ایلیاہ موسیٰؑ کے بالمقابل اس کا ایک عام

خلیفہ تھا جو موسوی شریعت کا سُنانے والا تھا۔ یہودی یہ بھی جانتے تھے کہ آسمان پر سے کسی نبی کے لئے کبھی آتشی رتھ گھوڑے جُتے ہوئے والی نہیں اُتری۔ مگر ایلیاہ کے لئے یہ مانتے تھے۔ غرضیکہ اپنی احادیث اور روایات باطلہ کی بنا پر ایلیاہ کو موسیٰؑ سے افضل بناتے تھے اور آسمان پر سے اس کے آنے کے منتظر تھے اسی طرح وہ پڑھتے تھے۔ کہ "ایلیاہ اوپر اُٹھایا گیا" ۲سلا ۲ مگر اس اُٹھانے سے وہ زندہ بجسد عنصری ایلیاہ کا آسمان پر اُٹھایا جانا تسلیم کرتے تھے۔ ایسا ہی باوجود اس امر کے کہ تناسخ کے قائل نہ تھے۔ ۲سلاطین ۲ میں پڑھتے تھے کہ "ایلیاہ کی روح الیسع پر اُتری" پھر وہ یہ بھی پڑھتے تھے۔ کہ "انبیاءؑ زادے جو خود سچی نبوّت کرتے تھے ۲سلا ۲ میں الیسع سے کہتے ہیں " کہ دیکھ اب تیرے خادموں کے ساتھ (یعنی انبیاءؑ زادوں کے ساتھ) پچاس زور آور جوان ہیں ہم تجھ سے منت کرتے ہیں کہ تُو انہیں جانے دے کہ وہ تیرے آقا ایلیاہ کو ڈھونڈیں۔ کیا جانیں کہ خدا کی روح نے اسے (ایلیاہ کو) اُٹھا کے کسی پہاڑ پر یا کسی وادی میں پھینک دیا ہو۔ وہ بولا کسی کو مت بھیجو اور جب انہوں نے اسے بہت بار کہا یہاں تک کہ وہ شرمندہ ہوا۔ تب اس نے کہا کہ بھیجو تب انہوں نے ان پچاسوں کو بھیجا" ۲سلا ۲ ۱۶ و ۱۷

ایسا ہی مسیح موعودؑ کے وقت میں غیر احمدیوں کے عقائد تھے۔ باوجودیکہ جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ سے افضل اور بزرگ ہیں مگر وفات یافتہ ہیں پر مسیح ناصری کو زندہ آسمان پر بٹھاتے اور اُمّت محمدی کی اصلاح کا ذمہ وار گردانتے ہیں قرآن میں پڑھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم جو کُل مؤمنین کے رہبر ہیں فوت ہو چکے ہیں ایسا ہی کُل انبیاءؑ ان سے پہلے کے فوت شدہ ہیں۔ مگر مسیحؑ ناصری کو زندہ آسمان پر تسلیم کر کے یوں مسیحؑ ناصری کو محمد رسول اللہؐ پر فضیلت دیتے ہیں ایسا ہی

جانتے ہیں کہ خدا ایسا عاجز نہیں۔ کہ اپنے معاندین و مخالفین سے چوری چوری ملائکہ کو بھیجکر حوالات کی چھت کے چھپر وغیرہ اکھڑوا کر کسی کو آسمان پر اٹھالے جاوے۔ مگر ایلیاہ کی رتھ والے یہود مسیحؑ کے حق میں یہ روا جانتے ہیں۔ ایسا ہی قرآن میں پڑھتے ہیں کہ مُردے دوبارہ نہیں آیا کرتے مگر نہیں سمجھتے ایسا ہی یہود کی طرح "اُٹھایا گیا" (یعنی رفع) کے لفظ سے مسیحؑ کو آسمان کی طرف کھینچے لئے جاتے ہیں مجاز اور حقیقت میں فرق نہیں کرتے۔ اپنی ظنی احادیث کو قرآن پر حکم ٹھیراتے اور اپنی روایات باطلہ کے مقابلہ میں کسی سچائی کی پروا نہیں کرتے۔

اسی طرح جانتے ہیں۔ کہ یحییٰؑ مثیل الیاسؑ تھا اور موسیٰؑ مثیل محمد رسول اللہ صلعم تھے۔ مگر پھر بھی مسیحؑ کا آسمان پر سے انتظار کھینچتے ہیں جس طرح یہود پڑھتے تھے۔ کہ "ایلیاہ کی روح الیسع پر اُتری" ۲۔سلاطین ۲ ۱۵ جیسی الیسع ایلیاہ کی سے کام کرتا اور اس سے بالکل مشابہت رکھتا تھا لیکن یوحنا کو مثیل الیاس تسلیم کرنے میں بے ایمانی سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح غیر احمدی مثیل مسیحؑ کا انکار کرتے اور مسیحؑ کا انتظار کھینچتے ہیں۔

جس طرح یہود جانتے تھے۔ اور خود اعتراض کرتے تھے۔ کہ اگر ایلیاہ آسمان پر اُٹھایا گیا تھا۔ تو کیوں انبیاء اور خصوصاً الیسع نے پچاس زور آور آدمیوں کو ایلیاہ کے ڈھونڈھنے کے لئے بھیجا تھا ان کی عقلیں ضرور یہ مانتی تھیں۔ کہ ایلیاہ آسمان پر نہیں گیا بلکہ وہ یا تو دنیا پر مر گیا یا بحکم خدا کسی دوسرے ملک میں ہجرت کر گیا ہے۔ ورنہ کیوں انبیاءؑ زادے اسے ڈھونڈتے اور الیسع کیوں سوال جواب پر نادم ہوتا۔ اسی طرح غیر احمدی مانتے ہیں۔ کہ انبیاءؑ پر عموماً ظلم ہوا۔ اور ان پر ثابت ہو گیا۔ کہ مسیحؑ صلیب پر سے زندہ اُترا اور ہجرت کر کے کشمیر آیا۔ مگر مانتے نہیں اور اسے آسمان پر لے جاتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جس طرح فریسی وفقیہہ وغیرہ کہتے تھے کہ پہلے ایلیاہ آسمان سے نازل ہوگا اور اس کے بعد مسیحؑ پیدا ہوگا‘‘ اسی طرح غیر احمدی کہتے ہیں کہ پہلے مسیحؑ آسمان سے نازل ہوگا اور مہدی سے ملکر لوگوں کے ساتھ لڑائیاں کریگا۔ ہر دو کی بطالت عیاں اور مماثلت ثابت شدہ ہے ؛

چوتھی مشابہت چوتھی مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصری کی تعلیم کی اشاعت کے واسطے خود خدا نے پہلے سے سامان کردیئے ہوئے تھے۔ چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں ،، کہ جن امور نے مسیحؑ کی تعلیم کی اشاعت میں اعانت کی اگر ہم ان میں سے چند پر ہی غور کریں تو معلوم ہوگا۔ کہ مسیحؑ عین وقت پر آیا اور کہ وقت کے پورا ہونے سے کیا مراد ہے۔

(۱) سلطنت رومانے اپنے انتظام کے وسیلے سڑکیں بنوائیں جو سفر اور آمدورفت کی آسانی کے لئے کام دیتی تھیں۔ اور دیگر بندوبست جو پہلے نہ تھے مہیّا کردیئے تھے رومی سلطنت نے قومی حدود توڑدی تھیں اور مختلف اقوام کے درمیان تعلّق پیدا کرنے سے قومی مذاہب کی بندشوں کو کمزور کردیا تھا ؛

رومی قانون نے سب کے واسطے انصاف کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اور کلیسیا اس کے سایۂ حمایت میں اپنے بچپن میں بڑھتی گئی ؛

(۲) یونانی زبان اور یونانی علوم تمام رومی سلطنت میں پھیلے ہوئے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحی واعظوں کے واسطے ہر ملک میں منادی کرنی ممکن ہوگئی شہنشاہ کی رعیت سے بہت لوگ جابجا یونانی یا لاطینی زبان سے واقف تھے اور بہت سے ہردو لغات کے عالم تھے۔ یونان کے ملک نے گویا مسیحؑ کو ایک بولی نذر کے طور پر پیش کی جس کے وسیلے سے مسیحؑ کی تعلیم نہایت درستی سے مختلف اقوام کے پاس پہنچ سکتی تھی۔

دیکھو مسیحی کلیسیا کی تواریخ کریچن نالج سوسائٹی صفحہ ۵-۶ پہلا باب ⁂

اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام بالکل وقت پر آئے۔ حضورؑ کے آنے سے قبل ہی دنیا پر ریل۔ تار۔ چھاپہ خانے وغیرہ موجود تھے۔ سڑکیں تیار تھیں۔ سلطنت کی طرف سے قومی حدود توڑ دیئے گئے۔ سلطنت کی طرف سے انصاف کا دروازہ کھلا ہے سفر اور آمد و رفت کی حد سے زیادہ آسانی ہوگئی ہوئی ہے زبان انگریزی سلطنت انگلشیہ کے ہر مقام پر جو رومی سلطنت کی طرح بڑی وسیع سلطنت ہے۔ استعمال کی جاتی ہے۔ اس طرح گویا انگلستان نے جناب مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک بولی نذر کے طور پر پیش کی جس کے وسیلہ سے مسیح موعودؑ کی برحق تعلیم نہایت درستی سے مختلف اقوام کے پاس پہنچ رہی ہے۔ جس کو تمام تعلیم یافتہ لوگ جانتے ہیں چنانچہ اس وقت پنجاب انگلستان ماریشس افریقہ امریکہ وغیرہ وغیرہ ممالک میں مسیح موعودؑ کے مبلغ تبلیغ کر رہے ہیں جن کی تبلیغ خدا کے فضل سے بہت بارآور ثابت ہو رہی ہے ⁂

پانچویں مشابہت

پانچویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح بموجب پیشگوئیوں کے روحانی بادشاہ تھا۔ یہود تو یہ گمان رکھتے تھے کہ مسیح اگر تلوار سے جہاد کرکے غیر اقوام خصوصاً رومیوں کو تہ تیغ کریگا یا تو یہ اقوام یہودی المذہب ہو جاوینگی یا قتل کردیجاوینگی۔ حالانکہ خود یہودی صحف الانبیاءؑ میں سے مشہور و مستند اور معتبر صحیفہ یسعیاہ میں پڑھتے تھے۔ کہ مسیحؑ کا بڑا معجزہ انفاس و دم مسیح ہی ہوگا۔ وہ تلوار سے جہاد نہ کریگا۔ چنانچہ یسعیاہ میں بطور پیشگوئی کے لکھا ہے کہ "یسی کے تنے سے ایک کونپل نکلیگا اور اس کی جڑوں سے ایک پھل دار شاخ پیدا ہوگی اور خداوند کی روح اس پر ٹھیریگی حکمت اور خرد کی روح مصلحت اور

قدرت کی روح معرفت اور خداوند کے خوف کی روح۔ اور وہ خدا کے خوف کی بابت تیز فہم ہوگا وہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق حکم نہ کریگا اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے موافق فیصلہ کریگا بلکہ وہ راستی سے مساکین کا انصاف کریگا۔ اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کریگا اور وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو ماریگا۔ اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالیگا اسکی کمر کا پٹکا راستبازی ہوگی اور اسکے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہونگے اسوقت بھیڑیا برے کے ساتھ رہیگا اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھیگا اور بچھیا اور شیر بچہ اور پالا ہوا بیل ملے جلے رہینگے اور ننھا بچہ ان کی پیشروی کریگا گائے اور ریچھنی ملکر چرینگی ان کے بچے ملے جلے بیٹھینگے۔ اور شیر ببر بیل کی طرح پوآل کھائیگا اور دودھ پیتا بچہ سانپ کی بل پاس کھیلیگا اور وہ لڑکا جس کا دودھ چھڑایا گیا ہو گا کالے

Digitized by Khilafat Library

کی بانبھی میں ہاتھ ڈالیگا یسعیاہ ۱۱/۱ تا ۹

مسیح ناصری جب مبعوث ہوئے۔ تو بموجب پیشگوئی مذکورہ کے دلائل پیش کرتے اور عقائد باطلہ کی تردید کرتے تھے۔ جہاد و تلوار کو استعمال نہ کرتے تھے۔ یہود کہتے تھے۔ کہ چونکہ یہ جہاد نہیں کرتا۔ اور رومی سلطنت سے لڑائی نہیں کرتا اس لئے یہ حق پر نہیں ہے۔ یہود اس کو مجبور کرتے تھے۔ کہ وہ جہاد کرے چنانچہ اسی وجہ سے انہوں نے ایک دفعہ اس کی یوں آزمائش کی کہ گویا وہ اسے اپنا بادشاہ بنایا چاہتے ہیں مگر یہود کی اس خباثت کو مسیحؑ سمجھکر الگ ہو رہا کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ وہ حملہ کرتے ہیں ایسا ہی یہود کہتے تھے۔ کہ وہ جہان کا بادشاہ ہوگا اور انصاف کریگا۔ ایسا انصاف کہ درندے مثلاً شیر ریچھ وغیرہ بھی کسی کو ایذا نہ دے سکیں گے سانپ کسی کو نہ ڈسیگا بھیڑیا برّے کے ہمراہ چریگا اور یہ سب کچھ مسیحؑ کی برکات سے ہوگا۔ اس کی کمر کا پٹکا آسمانی ہوگا۔ اسی طرح سے اس کے پہلوؤں کا پٹکا خاص طور سے خدا کے ہاتھ کا عطا کردہ ہوگا ؎

عین اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین و معاندین مسلمانی کا

دم بھرنے والوں نے جناب کے مقابلہ میں عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالا۔ کہ مسیحؑ تو جہاد کرے گا اور یہ مسیحؑ جہاد کو حرام کہتا ہے گورنمنٹ کی وفاداری شرائط بیعت میں داخل کرتا ہے۔ زرد چادریں آسمانی آسمان پر سے لیکر نہیں اترا۔ وہ تو حکمؑ و عدل ہو کر آئیگا خود منصف ہوگا مگر یہ تو عدالتوں میں غیروں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس طرح یہود کہتے تھے۔ کہ ہماری قومی مساکین و غرباء کو اس نے دولتمند نہیں کیا۔ اسی طرح غیر احمدی کہتے ہیں۔ کہ اس نے تو مال کو فراواں طور پر تقسیم نہیں کیا غرباء نے اموال لینے سے انکار نہیں کیا۔ حالانکہ جانتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ ناممکن اور قانون قدرت کے خلاف تھا۔ کہ درندے درندگی چھوڑ دیں اور سانپ ڈسنا ترک کرے کیونکہ اس دنیا میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس طرح باوجود جاننے کے کہ اگر دنیا میں زر اور مال اس کثرت سے بہاوے کہ غرباء قبول نہ کریں تو انتظام دنیا درہم برہم ہو جائیگا۔ مگر دیکھو تو کس طرح آج تک ہر دو اقوام مجاز کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنے مطالبات پر زور سے اڑے ہوئے ہیں جس طرح یہود باوجود یسعیاہ کی پیشگوئی کے جاننے کے جانتے تھے کہ مسیحؑ اپنے انفاس سے بے دینوں کو مغلوب کریگا جہاد نہ کریگا۔ ایسا ہی باوجود حدیث یضع الحرب کے یہ لوگ نہیں مانتے ؞

چھٹی مشابہت

چھٹی مشابہت یہ ہے۔ کہ مسیحؑ کے وقت کے یہودی علماء نے فتویٰ دیا تھا۔ کہ مسیحیوں کو عبادت خانوں میں عبادت کرنیکی اجازت نہ دیجاوے چنانچہ یوحنا کی انجیل میں ہے "یہودی ایکا کر چکے تھے۔ اگر کوئی مسیحؑ کی مسیحیت کا اقرار کرے تو عبادت خانے سے خارج کر دیا جاوے" ۹/۲۲

پھر مسیحؑ کے وقت یہود مسیحیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم جانتے تھے۔ چنانچہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے "لوگ تم کو عبادت خانوں سے خارج کر دیں گے بلکہ اب وہ وقت ہے کہ جو کوئی تم کو قتل کریگا وہ سمجھیگا کہ میں خدا کی خدمت کرتا ہوں" ۱۶/۲و۳ اس قول کی تصدیق تواریخ کلیسا سے ظاہر و باہر ہے۔ استیفان شہید۔ پطرس و پولوس کی شہادت اس امر پر شاہد ناطق ہے؛ اسی طرح ہاں ہاں بالکل ایسا ہی مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین و معاندین غیر احمدی

علماء نے فتویٰ دیا ہوا ہے۔ کہ مسیحؑ قادیانی کے مریدوں کو مساجد میں نماز نہ پڑھنے دی جاوے حتیٰ کہ حج بیت اللہ بھی نہ کرنے دیا جاوے۔ اگر انہیں معلوم ہو جاوے کہ کوئی احمدی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حج پر گیا ہے تو فوراً سازش کر کے مروا دیں۔ ان کا اعتقاد یہاں تک ہے کہ اگر انکا بس چلے تو ایسا بھی کروا دیں اور موجب ثواب سمجھیں گے۔ پھر جس طرح مسیحؑ اور مسیحیوں کے قتل کو یہود موجب ثواب جانتے تھے اور بعض حواریین کو انہوں نے قتل کروا دیا تھا اسی طرح ہاں عین ایسا ہی پنجاب کے اور افغانستان کے علماء نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دو حواریوں یعنی صاحبزادہ حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ اور حضور کے شاگرد رشید مولوی عبد الرحمن صاحب رضی اللہ عنہ کو افغانستان کے ظالم بادشاہ سے ظلماً قتل کروا ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حُسن اتفاق سے اسی ضمن میں ایک اور مشابہت بھی یہاں پیدا ہو گئی اور وہ یہ کہ جن یہود کے ڈر اور خوشامد سے پلاطوس نے ظلم عظیم کیا تھا اور جنہیں وہ خوش کر کے اور حکومت کرنا چاہتا تھا۔ آخر کار انہیں کی سازشوں سے روما کے شہنشاہ نے اسکو قتل کر ڈالا ۔

ایسا ہی ہاں بالکل اسی طرح افغانستان کا پلاطوس ۔ ۔ ۔ امیر حبیب اللہ خاں انہیں یہود کی سازشوں سے قتل کیا گیا۔ جن یہود کو راضی کرنے کے واسطے اس نے صاحبزادہ عبد اللطیفؓ کو قتل کر کے یہ ظلم کیا تھا آخر کار انہیں کی سازشوں نے اسکے کانوں میں سکہ ڈالدیا جن کے ذریعہ سے وہ یہود کی باتیں سُنکر بے گناہ کے قتل پر تُل بیٹھا تھا۔ انہیں یہود کی سازشیں اسکے اس دماغ کے پھٹنے میں ممد ثابت ہوئیں جس نے معصوم کے قتل کا آخری فیصلہ سوچا تھا ۔

ہم یہاں پر حضور مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے تذکرۃ الشہادتین کے ناظرین پر یہ امر مخفی نہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت صاحبزادہؓ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "صاحبزادہ صاحب تو شہید ہو گئے مگر اب ظالم کا کیفر کردار باقی ہے"

حضورؑ کی اسی پیشگوئی کے مطابق خدا نے اپنے اس نبی و مرسل کی سچائی دنیا پر ظاہر فرمائی جو تمام جہان کے انبیاءؑ کا موعود اور ایک بڑا ذی شان نبی تھا۔ ظالم نوابِ افغانستان کو یہود کی سازش نے کیفر کردار کو پہنچایا ۔ (باقی آئندہ)

اعلان کتب رعایتی بک ڈپو

سوائے کتب انگریزی کے بک ڈپو ریویو کی کتب یکم مئی سنہ ۱۹۲۰ء سے لیکر تا اطلاع ثانی رسالہ ریویو کے خریداران کو نصف قیمت میں دیجاوینگی۔ انکی اصل قیمت کتابوں کے ساتھ درج ہے۔

اوامر ونواہی ۹/ اظہار حق ۵/ البیان ۲/ احمدیہ ۰/ اعجاز احمدی ۳/ آئینہ حق نما ۱۲/

براہین احمدیہ حصہ اول ۵/ براہین احمدیہ حصہ دوم ۴/ براہین احمدیہ حصہ سوم ۱۰/ برہان الحق ۱/

باغ وبہار ۱/ برکات خلافت ۴/ پنج ارکان اسلام ۱/ پیغام حق ۰/ پارہ پنجم بخاری ۸/ پارہ ہشتم مترجم ۱/

پارہ سوم بلا ترجمہ ۱/ پارہ چہارم بلا ترجمہ ۱/ پارہ پنجم بلا ترجمہ ۱/ پارہ ششم بلا ترجمہ ۱/ پارہ ہفتم بلا ترجمہ ۱/

تفسیر القرآن ۸/ تفسیر سورۃ فاتحہ ۱/ تفسیر سورۃ بقرہ ۳/ پارہ اول شیخصاحب ۴/ پارہ دوم

شیخصاحب ۴/ پارہ ۲۳ ۲۴ شیخصاحب ۴/ پارہ ۲۵ شیخصاحب ۴/ پارہ ۲۶ شیخصاحب ۴/

تحفۃ الملوک خاص ۴/ تحفۃ الملوک معمولی ۴/ جام شہادت ۰/ حمامۃ البشریٰ ۰/ حقیقت نماز ۱/

حیرت کی حیرانی حصہ اول ۵/ حیرت کی حیرانی حصہ دوم ۴/ حیات النبیؐ ۴/ خطبہ الہامیہ ۴/

خزینۃ المعارف حصہ اول دوم ۴/ خزینۃ المعارف حصہ سوم چہارم ۸/ خلافت راشدہ حصہ دوم ۴/

خطبات نور ۸/ دینیات کا رسالہ ۱/ دعوت دہلی ۱۰/ دعوت ندوہ ۱۰/ دعوت الحق ۳/

رد چکڑالوی ۵/ رسول اللہؐ کے احکام کی تعمیل ۳/ سناتن دھرم ۰/ سلاسل التعلیم ۲/

شرح ترمذی اول ۴/ شرح ترمذی دوم ۴/ صیانۃ القرآن ۳/ صبر جمیل ۰/ ضرورۃ الامام ۱/

فضل حق ۱/ قاعدہ سنسکرت ۰/ قاعدہ اردو یسرنا القرآن ۱/ قصہ قارون ۔/ قصائد احمدیہ ۶/

کشف الغطا ۲/ لغات القرآن حصہ اول ۴/ لغات القرآن حصہ دوم ۸/ مبادی القرآن ۱/

مواہب الرحمٰن ۴/ مسک العارف ۱/ مکتوب محمدیہ ۴/ مباحثہ رامپور ۲/ مکتوب احمدیہ ۴/

منصب خلافت ۱/ نسیم دعوت ۳/ نور القرآن ۱/ ہدیہ ناقب ۲/ اسلام ۱۰/

ٹیچنگز آف اسلام مجلد ۴/ ٹیچنگز آف اسلام بے جلد ۱۲/ تحفۃ الملوک انگریزی ۸/

اسلام و دیگر مذاہب ۲/ احمدی وغیر احمدی میں فرق ۲/ خدمات گورنمنٹ ۲/ سیرت مسیح موعودؑ ۸/

خاکسار شیر علی عفی عنہ مینیجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

نوٹ۔ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۲۲ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کیجائیگی ٭

پُرانے ملیریا بخار کی گولیاں

چار یا پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہو جاتا ہے

لرزہ۔ بخار۔ پُرانا ہو جانے پر باری سے نہ آکر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے جسم کا خون پانی سا ہو جاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا و میلا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپتا ہے۔ سانس پھولتی ہے کھانیکی خواہش و قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے تلی و کلیجہ کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے کبھی مُنہ اور ہاتھ پیر دونوں میں ورم آجاتا ہے اور زندگی وبال ہو جاتی ہے ایسی حالتمیں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں قیمت چوبیس گولیونکی ڈبیہ ۸؍ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں ٭

(۱) روغن صندل۔ سوزاک کیلئے نہایت مفید ہے قیمت ۱؍ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵؍

(۲) اجوائن کا تیل قے بدہضمی کی ایک ہی دوا ہے قیمت ۶؍ " " ۵؍

(۳) روغن سونٹھ۔ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے ۸؍ " " ۵؍

(۴) روغن سونف۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کے لئے مفید ثابت ہوا ہے ۴؍ " " ۵؍

(۵) روغن دال چینی یہ دال چینی کے ملائم چھلکو نسے بنا ہے اور یہ چیز نہایت خوشبودار ہے ۶؍ " " ۵؍

(۶) روغن لونگ۔ متلی اور ریاح کو دفع کرتی ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے ۴؍ " " ۵؍

(۷) روغن لیمو۔ ہرے گویا ابھی درخت سے ٹوٹے ہوئے لیمو کا خوشبو دیتا ہے ۴؍ " " ۵؍

(۸) روغن پیپرمنٹ۔ پیٹ کے درد بدہضمی اور ریاح کے خارج کرنے میں یہ بہت مشہور دوا ہے ۱۰؍ " " ۵؍

(۹) روغن الائچی۔ متلی اور ہچکی کو بند کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے قیمت ۱؍ محصولڈاک " " ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

Digitized by Khilafat Library